OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

آلودہ اور نجس پانی کے استعمال سے متعلق شرعی نقطۂ نظر: پاکستان کے آبی بحران کے تناظر میں ایک مطالعہ

Sharī'ah Perspectives on the use of Contaminated and Impure Water: A Study in the Context of Pakistan's Water Crisis

Dr. Allah Ditta
AP/HoD Islamic Studies Department, Federal Govt. Degree College (W), Multan
Dr. Saleem Awan
Chairman Department of Islamic Studies, Emerson University Multan
Tehmina Talib
Visiting Lecturer, Emerson University Multan

Abstract

This investigation aims at to discuss the polluted and Najas water usage according to the teachings of Islam. As Pakistan and the whole world is facing acute water scarcity so the reuse of water has become important phenomena in recent times. Almost all the countries are consuming polluted water after cleaning them in different treatment plants, but this aspect is neglected in Muslim countries. Although, some Muslim countries had constructed some treatment plants in their main conurbations, but the treatment of the whole wastewater is a herculean task. This situation demands that the Najas water must be used for different needs of daily life. Islam prohibits to use the Najas water for prayers, drinking and some other needs. But it can be used in some other necessities as well. This article exposes this feature of Islamic teachings and provides answers to many questions which are related to this part. Moreover, this article suggests some appropriate uses of Najas water according to the teachings of Islam.

CC BY

By using Najas water, Pakistan can lessen the extent of gravity of water scarcity. As, clean water can be saved and used in other vital requirements.

Keywords: Contaminated water, Pakistan, Water-crisis, Jurists, Islam, viewpoints

تمہید

پانی ایک ایسی شے ہے جو کہ روزانہ مختلف ضروریات کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اسے انسان سے لے کر جانور، درندے، پرندے اور نباتات بھی استعمال کرتے ہیں حتی کہ جمادات کے لیے بھی پانی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ انسان عموماً پانی اپنی جن ضروریات کے لیے استعمال کرتا ہے ان کی وجہ سے پانی کی ہئیت و کیفیت میں تبدیلی تو ضرور آجاتی ہے لیکن اس کے باوجود اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ پوری دنیا اور بالخصوص سرزمین پاکستان اس وقت پانی کی شدید کمی کے خطرے سے دوچار ہے اس لیے استعمال شدہ پانی کو دوبارہ استعمال کرنا انتہائی ضروری امر بن چکا ہے۔ پانی کے بحران کی وجہ سے کئی ممالک نے آلودہ پانی کو صاف کرنے کے لیے بہت سے ٹریٹمنٹ پلانٹس قائم کیے ہیں لیکن یہ تمام پلانٹس بھی مکمل طور پر سارے کے سارے پانی کو صاف نہیں کرسکتے اس لئے بہت سے ممالک میں پانی کو صاف کیے بغیر بھی مختلف ضروریات میں استعمال کیا جارہا ہے حتی کہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک بھی آلودہ پانی کو استعمال کر رہے ہیں۔ اسلام چونکہ پاکی اور ناپاکی کے مسئلہ کو بہت اہمیت دیتا ہے اس لیے بالعموم اسلامی ممالک میں آلودہ پانی کو دوبارہ استعمال نہیں کیا جاتا لیکن پانی کے بحران نے اسلامی ممالک کو بھی ایسا سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ آلودہ پانی کو بھی دوبارہ استعمال کیا جائے لیکن ان ممالک کے پیش نظر اس ضمن میں بہت سے سوالات و اشکالات ہیں۔ کیا اسلام آلودہ پانی کو استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے؟ ناپاک اور نجس پانی کو استعمال کرنے کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟ اور اگر آلودہ یا نجس پانی کو استعمال کیا جاسکتا ہے تو ان کے استعمالات کیا ہوں گے؟ کن مصارف میں آلودہ یا نجس پانی کو استعمال نہیں کیا جاسکتا؟ اس آرٹیکل میں انہی سوالات کے جوابات کو تلاش کیا گیا ہے لیکن اس سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آلودہ اور نجس پانی کی تعریفات کو بیان کر دیا جائے تاکہ مسئلہ زیر بحث کو سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔

الماء النجس

نجس پانی سے مراد وہ پانی ہے جس میں کوئی نجاست پڑ گئی ہو اس حال میں کہ پانی قلیل ہو اور ٹھہرا ہوا ہو۔[1]

ماء المستعمل

مستعمل پانی سے مراد وہ پانی ہے جس سے کوئی ناپاکی دھوئی گئی ہو یا ثواب حاصل کرنے کے ارادے سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو۔[2] یہ پانی طاہر ہوتا ہے لیکن مطہر نہیں ہوتا یعنی اس کے لگ جانے سے کپڑے وغیرہ پلید نہیں ہوتے لیکن یہ پاک ہونے کے باوجود کسی جگہ سے ناپاکی زائل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔[3] مستعمل پانی کا پینا مکروہ ہے۔[4]

آلودہ پانی

ایسا پانی جو صاف نہ ہو کیونکہ اسے پہلے سے ہی گھروں، تجارتی اداروں اور فیکٹریوں وغیرہ میں استعمال کیا جاچکا ہوتا ہے۔[5]

چونکہ نجس پانی کی تعریف میں نجاست کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے اس لیے نجاست کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ نجاست کیا ہوتی ہے۔ اس لیے سطور ذیل میں نجاست کی وضاحت کی جاتی ہے۔

نجاست کا لغوی مفہوم

وہ چیز کہ جو نماز اور اس کے علاوہ دیگر عبادات وغیرہ کی ادائیگی کے لئے رکاوٹ ہوتی ہے یا دیگر کھانے پینے والی چیزوں کے استعمال کو روک دیتی ہے نجاست کہلاتی ہے۔ موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں نجاست کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے: لغت میں نجاست کا معنٰی گندگی ہے کہا جاتا ہے: تَنَجَّسَ الشَّيْءُ چیز ناپاک ہوگئی، گندگی میں آلودہ ہوگئی۔[6] علامہ وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں کہ نجاست طہارت کے مقابلے میں بولا جاتا ہے اور نَجَس طاہر کے مقابلے میں بولا جاتا ہے اور انجاس جمع ہے نَجِس کی اور اس کا اطلاق گندگی کے جسم پر کیا جاتا ہے یعنی وہ چیز جس کو شرعاً گندہ سمجھا گیا ہو۔ اس کا اطلاق نجس حکمی اور حقیقی دونوں پر ہوتا ہے اور خبث صرف نجاست حقیقی کو کہتے ہیں اور حدث صرف نجاست حکمی کو۔[7]

نجاست کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں شوافع نے نجاست کی تعریف یہ بیان کی ہے کہ ایسی گندگی جو نماز کے صحیح ہونے سے مانع ہو جہاں رخصت نہ ہو۔[8]
مالکیہ نے اس کی تعریف یوں بیان کی ہے کہ نجاست ایک ایسی حکمی صفت ہے کہ جس کے اندر یہ خاصیت ہے کہ اس کی نماز اس کی وجہ سے مباح نہ ہو۔[9]

نجاست کی اقسام

نجاست کی دو قسمیں ہیں: (1) نجاست حکمیہ (2) نجاست حقیقیہ

نجاست حکمیہ

نجاست حکمی ایک اعتباری چیز ہے یعنی محض ذہنی اور تصوراتی چیز ہے جس کا خارجی اور مادی وجود نہیں۔ بالفاظ دیگر وہ ایک کیفیت ہے جو جسم پر طاری ہو کر نماز سے مانع ہوتی ہے وہاں جہاں رخصت کا باعث کوئی چیز نہ ہو۔ اس میں حدث اصغر جو وضو سے ختم ہوتا ہے اور حدث اکبر یعنی جنابت جو غسل سے ختم ہوتا ہے دونوں شامل ہیں۔[10] یعنی یہ ایسی نجاست ہے جو نظر تو نہیں آتی لیکن شریعت نے اس پر ناپاکی کا حکم لگایا ہے اس کی مثال بے وضو ہونا یا جنابت کا طاری ہونا ہے۔ جب کہ مجازاً یہ ایسی نجاست کو بھی کہا جاتا ہے جس کا رنگ، بو یا مزہ نہ ہو۔[11] جب کہ شوافع کے نزدیک حکمیہ نجاست سے مراد ایسی نجاست ہے جس کا نہ جسم ہو نہ رنگت ہو اور نہ ذائقہ و بو ہو۔[12]

نجاست حقیقیہ

وہ نجاست جو نظر آئے اور ظاہری طور پر معلوم و محسوس ہو اور اس کا جسم، رنگت، ذائقہ یا بو ہو نجاست حقیقیہ ہے۔[13]

نجاست حقیقیہ کی اقسام

نجاست حقیقی کو کئی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ نجاست حقیقی کبھی مغلظہ ہوتی ہے تو کبھی مخففہ، کبھی جامد یا ٹھوس ہوتی ہے تو کبھی مائع، کبھی نظر آنے والی ہوتی ہے یا نہ نظر آنے والی۔[14] احناف کے ہاں حکم کے اعتبار سے نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں:

(1) نجاست غلیظہ (2) نجاست خفیفہ

نجاست غلیظہ

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک نجاست مغلظہ ایسی نجاست ہے جس کا ثبوت نص سے ہو سکے اور جس کے معارض دوسری نص، طہارت کو ثابت کرنے والی نہ ہو۔ اور صاحبین کے نزدیک غلیظہ وہ نجاست ہے جس کے نجس ہونے پر اجماع واقع ہو گیا ہو۔[15] نجاست غلیظہ جس کا حکم سخت ہو جیسے انسان کا پیشاب، پاخانہ، خون، شراب، مرغی کی بیٹ اور گدھے کا پیشاب، وغیرہ اگر کپڑے یا بدن پر ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو پاک کرنا فرض ہے اگر ایک درہم کی مقدار لگ جائے تو پاک کرنا واجب ہے اگر درہم سے کم لگے ہو تو پاک کرنا سنت ہے۔[16]

نجاست خفیفہ

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دو نصوص کسی شے کے بارے میں باہم متعارض ہوں کہ ایک نجاست ثابت کرتی ہے اور دوسری طہارت تو یہ نجاست خفیفہ کہلائے گی۔ اور صاحبین کے نزدیک خفیفہ وہ نجاست ہے جس کی نجاست اور طہارت میں علماء کا اختلاف ہو یا عموم بلوی ہو یعنی ان سے بچنا مشکل ہو۔[17] شریعت میں اس نجاست کا حکم ہلکا ہے۔ اس میں ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب، نیز گھوڑے کا پیشاب، اور جس پرند کا گوشت حرام ہو خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری جیسے کوا، چیل، باز، شکرا، عقاب وغیرہ کی بیٹ وغیرہ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن کے کسی حصے پر چوتھائی سے کم لگی ہو تو معاف ہے، اگر پوری چوتھائی ہے تو بے دھوئے نماز نہ ہو گی اور اگر اس حصہ کی پوری چوتھائی سے زیادہ لگی ہو تو پاک کرنا فرض ہے۔[18] نجاست کو عینیہ، حقیقیہ، مرئیہ اور غیر عینیہ، غیر مرئیہ یا حکمیہ میں بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ جب کہ شافعیہ کہتے ہیں کہ نجاست عینیہ کی تین قسمیں ہیں: (1) مغلظہ (2) مخففہ (3) متوسطہ۔ پہلی قسم: جو کتا سور یا ان دونوں سے یا ان میں سے کسی ایک سے پیدا شدہ کسی چیز سے ملنے کی وجہ سے نجس ہو۔ دوسری قسم: جو ایسے بچہ کے پیشاب کی وجہ سے نجس ہو جو ابھی دودھ کے علاوہ کچھ نہیں کھاتا ہے۔ تیسری قسم: جو ان دونوں کے علاوہ کسی چیز سے نجس ہو۔[19] یاد رہے کہ نجاست خفیفہ و غلیظہ کے جو احکام الگ الگ بیان کیے گئے یہ اسی وقت ہیں کہ اگر کپڑے یا بدن میں لگے اگر کسی پتلی چیز جیسے پانی یا سرکہ وغیرہ میں نجاست غلیظہ یا خفیفہ گرے تو وہ شے ساری کی ساری ناپاک ہو جائے گی چاہے نجاست ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو جب تک وہ پتلی چیز حد کثرت پر یعنی دہ در دہ نہ ہو۔[20]

نجس اور آلودہ پانی کے استعمالات کے بارے میں آئمہ اربعہ کا مؤقف

حنفیہ کے نزدیک نجاست آلود پانی کو استعمال کرنا اور کام میں لانا حرام ہے، دو صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اس پانی کو مٹی کے گوندھنے یا چونا، گچ یا سیمنٹ میں استعمال کیا جائے، یہ جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اسے مویشی کو پلایا جائے۔ دونوں صورتوں میں جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ (نجاست کے باعث) پانی کی بو، رنگت یا ذائقہ میں فرق نہ آیا ہو۔[21] مالکیہ کہتے ہیں کہ نجس پانی کو پینے وغیرہ کے کام میں لانا حرام ہے اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں استعمال جائز ہے نیز مالکیہ کے نزدیک نجس پانی کو مسجد کی تعمیر کے کام میں لانا حرام ہے ان کا مشہور قول یہ ہے کہ نجس شدہ مائعات تیل، شہد، گھی اور سرکہ کام میں لانا جائز نہیں ہے، کیوں کہ ان کے نزدیک ایسی اشیاء کا نجاست آلود ہو جانے کے بعد پاک کرنا ممکن نہیں ہے لہذا نجس ہونے کے بعد ان کو تلف کر دینا واجب ہے اور بقول معتمد نجاست آلود پانی کو جسم پر ڈالنا مکروہ ہے بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حرام ہے اگر نماز وغیرہ کسی عبادت کا، جس میں طہارت شرط ہے ادا کرنا ہو تو بدن کو ایسے پانی کے اثر سے پاک کر لینا

واجب ہے۔ اس وجوب کے بارے میں بعض لوگوں کو اختلاف ہے۔ وہ اس پانی کے اثر سے پاک ہونے کو سنت کہتے ہیں۔ یہ دونوں قول مشہور ہیں۔[22] حضرات حنابلہ فرماتے ہیں کہ نجس پانی کا استعمال جائز نہیں ہے مگر مٹی کا گارا بنانے اور چونے وغیرہ میں ملانے کے لیے نجس پانی کا استعمال جائز ہے بشر طیکہ اس نجس پانی سے مسجد یا نماز کے لیے عارضی جگہ (صفہ یا چبوترہ وغیرہ) اس گارے و چونے وغیرہ سے نہ بنائی جائے جس میں نماز پڑھی جائے۔[23] شافعیہ کہتے ہیں کہ نجس پانی کو دو امور کے علاوہ کسی اور کام میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ پہلا امر آگ بجھانا جیسے تنور وغیرہ میں آگ ہو اور نجس پانی سے بجھائی جائے تو جائز ہے۔ دوسرا امر جانور کو پلانا یا کھیت میں ڈالنا، تاہم مائع اشیاء میں سے شراب اور غیر منجمد خون کا استعمال کسی حال میں درست نہیں ہے۔[24] یاد رہے کہ قدیم فقہاء کے یہاں موجود مختلف اقوال جس نجس پانی کو استعمال کرنے کے بارے میں ہیں۔ وہ اپنے زمانے کے اعتبار سے ہیں۔ اس زمانے میں پانی میں صرف حلال جانوروں کا پیشاب، لید، گوبر، انسانی پیشاب یا خون وغیرہ شامل ہوتا تھا جو کہ فصلوں وغیرہ کے لئے مضر ہونے کی بجائے مفید ہوتا تھا اور آج سائنس بھی اس کی اہمیت و افادیت کو واضح کر چکی ہے۔ جب کہ فی زمانہ جو نجس پانی موجود ہے۔ وہ اس پانی سے بہت مختلف ہے۔ آب پاشی کے لئے استعمال ہونے والے سیور یج کے پانی میں طبی اور کیمیائی مادوں کے ساتھ ساتھ بھاری دھاتیں ہوتی ہیں جو انسانی صحت کے لئے اور فصلوں کے لئے انتہائی مضر ہیں۔ یہ اثرات بعد میں اس پانی سے پیدا ہونے والے پھلوں اور سبزیوں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ یہ سبزیاں اور پھل بشری استعمال کے لیے انتہائی خطرناک ہیں کیونکہ ان کا انسانی صحت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ پاکستان میں مہلک بیماریوں کی تعداد میں اضافے کے پیچھے ایک بڑی وجہ اس طرح کے پھلوں اور سبزیوں کا استعمال ہے۔ موجودہ آلودہ پانی میں پائی جانے والی نجاستیں درج ذیل پانچ طرح کی ہو سکتی ہیں:

1. مزہ، رنگ، بو اور ذائقہ والی نجاستیں۔
2. طبی فضلہ جس میں مختلف طرح کی دواؤں اور جراثیم سے متعلق مضر صحت نجاستیں شامل ہوتی ہیں۔
3. صنعتی فضلہ جس میں مختلف طرح کی کیمیائی مادے شامل ہوتے ہیں۔
4. زرعی فضلہ جس میں سپرے کھاد، کیڑے مار ادویات، پیسٹی سائیڈز اور دیگر طرح طرح کی ادویات شامل ہوتی ہیں۔
5. مختلف طرح کی گندگیاں اور خباثتیں جو گندے پانی میں اپنی اصل کے اعتبار سے موجود ہوتی ہیں اور اس کا سبب اس گندے پانی میں موجود کیڑے مکوڑے، حشرات اور آبی جانور ہوتے ہیں جو طبعاً اور شرعاً گندے ہیں۔

اس لیے اس پانی کو ایسے شعبے میں استعمال کیا جائے جو بلاواسطہ یا بالواسطہ انسانی یا حیوانی خورد و نوش میں نہ آتا ہو، تاہم اسے کیمیائی طور پر صاف کرنے کے بعد استعمال کیا جاسکتا ہے تاہم اسے دیگر شعبوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

Table: Major Constituents of Typical Domestic Wastewater

Constituents	Concentration, mg/l		
	Strong	Medium	Weak
Total Solids	1200	700	350
Dissolved Solids (TDS)[1]	850	500	250

Suspended Solids	350	200	100
Nitrogen (as N)	85	40	20
Phosphorus (as P)	20	10	6
Chloride[1]	100	50	30
Alkalinity (as $CaCo_3$)	200	100	50
Grease	150	100	50
BOD_5[2]	300	200	100

Source: M.B. Pescod, Wastewater treatment and use in agriculture, p.9

آلودہ یا گندے پانی سے سیراب کی گئی فصلوں کا حکم

حضرت سعد بن ابی وقاص کھاد کا ٹوکرا اپنی زمین میں ڈالتے تھے اور سعد نے کہا: کھاد کا ٹوکرا گویا کہ گیہوں کا ٹوکرا ہے۔ اصمعی فرماتے ہیں: القرۃ لوگوں کی گندگی کو کہتے ہیں۔ ابن عمر سے اس کے خلاف منقول ہے۔[25] ابن عمر اپنی جو زمین کرایہ پر دیتے اس پر شرط لگاتے کہ وہ اس میں انسانی فضلہ نہیں ڈالے گا، یہ اس وقت تھا جب وہ کرایہ پر زمین دیتے تھے۔[26] حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی زمین کرایہ پر دیتے تھے اور ہم شرط لگاتے تھے کہ وہ اس میں لوگوں کی گندگی نہیں ڈالیں گے۔[27] حضرت بابیؒ جو حضرت ام سلمہ کے غلام ہیں ان سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سعد کو پاخانے اور گوبر کا ٹوکرا اٹھا کر اپنی زمین کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا اس زمین کو زعابہ کہتے تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا: اے ابو اسحاق! کیا آپ نے ان کو اٹھایا ہوا ہے؟ فرمایا یہ پاخانے اور گوبر کا ٹوکرا در اصل دانوں (خوراک) کا ٹوکرا ہے۔[28] مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ کھیتی پاک ہے جسے نجس چیز سے سیراب کیا گیا ہو یا کسی نجس بیج سے پودا اگایا گیا ہو[29] اور جس کا ظاہر نجس ہو تو کھانے سے پہلے اسے دھو لیا جائے[30] اور جب بالی نکل آئے تو اس سے نکلنے والے دانے قطعی طور پر پاک ہیں انہیں دھونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔[31] اسی طرح کھیرا، ککڑی اور ان جیسی چیزیں پاک ہیں ان کو دھونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہے۔ شافعیہ نے کتے اور خنزیر کی لید کا استثناء کیا ہے لہذا ان کے نزدیک ان دونوں میں سے کسی سے کھاد بنانا جائز نہیں ہے۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نجس چیزوں کے ذریعہ کھاد بنانا جائز ہے اور نجس چیزوں کے ذریعہ سیراب کی گئی کھیتیاں نہ حرام ہیں اور نہ ہی مکروہ۔[32] حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ وہ کھیتیاں یا پھل جنہیں نجس چیزوں کے ذریعہ سیراب کیا گیا ہو یا ان کو نجس کھاد دی گئی ہو حرام نہیں ہیں۔ اس لیے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی زمین کرایہ پر دیتے تھے اور یہ شرط لگا دیتے تھے کہ لوگوں کے فضلات اس میں نہ ڈالے جائیں اور اس لئے بھی کہ نجاست کی وجہ سے پیداوار کے کچھ اجزاء چھوڑ دیے جاتے ہیں اور تبدیلی ماہیت ان کے نزدیک نجاست کو پاک نہیں کرتی ہے۔ ابن عقیل کہتے ہیں اس کا احتمال ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہو حرام نہ ہو اور ان پر ناپاک کرنے کا حکم نہ لگایا جائے اس لیے کہ نجاست کی ہیئت باطنی طور پر بدل جاتی ہے لہذا تبدیلی ماہیت کی وجہ سے وہ پاک ہو گی جیسا کہ خون جوان کے اعضاء کے اندر گوشت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور دودھ بن جاتا ہے سعد بن ابی وقاص اپنی زمین میں انسانی فضلہ ڈالا کرتے تھے اور کہتے تھے: ایک ٹوکرا پاخانہ ایک ٹوکرا گندم لانے والا ہے اور عرۃ لوگوں کا پاخانہ ہے۔[33] مفتی احسن لدھیانوی ناپاک پانی سے اگنے والی سبزی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ناپاک پانی سے اگنے والی

سبزی کا کھانا جائز ہے لیکن ناپاک پانی اگر اس پر لگا ہوا ہو اور خشک نہ ہوا ہو تو یہ سبزی ناپاک ہے اس لیے اسے اچھی طرح دھو کر استعمال کرنا چاہیے۔[34]

نجس پانی کی بیع

نجس پانی کی بیع کے بارے میں واضح تصریحات موجود نہیں ہیں کہ جس سے پتہ چل سکے کہ نجس پانی کی بیع جائز ہے یا ناجائز ہے۔حنفیہ کہتے ہیں کہ شراب کے سوا دوسرے حرام مشروبات مثلاً نشہ آور مشروبات کشمش کا شربت اور متصف وغیرہ کو فروخت کرنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں اس لیے کہ جب ان کا پینا حرام ہے تو وہ مال نہ ہوں گے لہذا شراب کی طرح وہ محل بیع نہیں ہو سکتے نیز اس لیے بھی کہ جس کا پینا حرام ہے اس کا فروخت کرنا بھی حرام ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی یہودیوں پر لعنت کرے کہ ان پر چربی حرام کی گئی تو انہوں نے اس کو جمع کیا اور فروخت کر دیا حالانکہ اللہ تعالی جب کسی شے کو حرام کرتا ہے تو اس کو فروخت کرنا اور اس کی قیمت کو کھانا بھی حرام کر دیتا ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ ان مشروبات کی حرمت کسی یقینی اور قطعی دلیل سے ثابت نہیں ہوئی کیونکہ ان کی حرمت مجتہد فیہ ہے اور ان کی شدت گاڑھے پن سے قبل ان کی مالیت یقینی طور پر ثابت تھی لہذا ان کا جواز اجتہاد کے ساتھ ثابت شدہ حرمت کے ساتھ باطل نہ ہوگا جس کی بنا پر یہ مشروبات بدستور مال تصور ہوں گے۔اس بحث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ مذکورہ حدیث میں حرام سے مراد ایسی حرام شے ہے جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہوئی ہو لہذا اس کا مال ہونا باطل ہو گیا۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہر وہ شے جسے حرام شے نے خراب کر دیا ہو اور اس پر حلال شے کی کثرت ہو اس کی بیع میں کوئی مضائقہ نہیں۔[35] حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ نجس پانی کی بیع حنابلہ کے نزدیک حرام ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالی جب کسی قوم پر کسی چیز کے کھانے کو حرام کرتا ہے تو اس پر ان کے ثمن کو بھی حرام کر دیتا ہے اور یہ مالکیہ کا ظاہر مذہب بھی ہے کہ انہوں نے ایسی چیزوں کی بیع کو صحیح قرار نہیں دیا ہے جو نجاست اصلی ہو یا جس کا پاک ہونا ممکن نہ ہو جیسے گوبر اور یہ اس وجہ سے ہے کہ ان کے نزدیک بیع میں طہارت کی شرط ہے لیکن مالکیہ کا عمل کھاد کی بیع کے جواز پر ہے۔جو آدمی کے پاخانہ سے نہ بنایا گیا ہو اور یہ ضرورت کی وجہ سے ہے۔جب کہ شافعیہ کہتے ہیں کہ نجس اشیاء کی بیع درست نہیں ہے خواہ تبدیلی ماہیت کے ذریعے اس کا پاک کرنا ممکن ہو جیسے مردار کی کھال یا اس کا پاک کرنا ممکن نہ ہو جیسے گوبر اور کھاد وغیرہ[36] علامہ ابن عابدین ابو سعود کا متن نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اکثر فقہا کے نزدیک اگر ناپاک پانی سے کھیتی اور پھلوں کی سینچائی کی جائے تو وہ ناپاک نہ ہوں گے نہ حرام ہوں گے۔پھر وہ اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کا کھانا حلال تو ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے[37] مالکیہ اور شافعیہ نے بھی اسی بات کی صراحت کی ہے۔[38] جب کہ حنابلہ کا قول ان فصلوں اور پھلوں کے حرام ہونے کا ہے جو ناپاک چیزوں سے سیراب ہوئے ہوں یا ان میں ناپاک کھاد ڈالے گئی ہو۔جب کہ ابن عقیل کا قول ہے کہ اس کو مکروہ کہا جائے لیکن یہ حرام نہیں ہے نہ ہی اس پر ناپاکی کا حکم لگایا جائے کیوں کہ یہ استحالہ کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہیں جمہور فقہاء کا یہی قول ہے۔[39] اس سلسلہ میں مالکیہ کہتے ہیں کہ نجاست سے سیراب کی گئی کھیتی پاک ہے اگر اس کے اوپر نجاست لگ جائے تو اس کو دھو دیا جائے۔[40] اگر کھیتی کی سینچائی کے لئے پانی میں پاخانہ ملا دیا جائے تو مسجد کے علاوہ اس کا استعمال جائز ہے۔[41] اور اگر نجاست میں تغیر آجائے جیسے پاخانہ وغیرہ تو بھی نجس ہے نہ کسی کھانے میں اس کا استعمال ہو گا نہ کسی عبادت میں۔البتہ کھیتی کی سینچائی اس سے کی جائے گی اور چوپایوں کو پلایا جائے گا۔[42] شافعیہ کہتے ہیں کہ

گوبر پر اگنے والی کھیتی کے متعلق اصحاب کا کہنا ہے کہ وہ نجس العین نہیں ہے البتہ نجاست کے لگنے سے ناپاک ہو جاتی ہے اگر اسے دھو دیا جائے تو پاک ہو جائے گی اگر خوشہ نکل آئے تو اس سے نکلنے والا دانہ پاک ہو گا۔[43] اگر کوئی چوپایہ دانہ نکل جائے پھر اس کو صحیح سالم اگل دے تو اگر اس کی سختی باقی ہو کہ اگر کھیت میں ڈال دیا جائے تو اگ آئے تو اس کا عین پاک ہو گا البتہ اس کو دھونا واجب ہو گا اس لئے کہ اگرچہ وہ دانہ اس کی غذا ہو گیا ہے مگر بدل کر فاسد نہیں ہوا ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ وہ گٹھلی کو نگل جائے البتہ اس کی سختی ختم ہو گئی ہو کہ اگ نہ سکے تو وہ نجس العین ہے۔[44] حنابلہ کے نزدیک پھل دار باغات کی سینچائی اگر مسلسل ناپاک پانی سے کی جائے تو ان کے پھلوں کا استعمال ناجائز ہو جاتا ہے اور ان میں نجاست کے اثرات سرایت کر جاتے ہیں، یہاں تک کہ ان کو دوبارہ پاک پانی سے اس وقت تک سیراب نہ کیا جائے کہ اس کی نجاست کا اثر ختم ہو جائے، حالانکہ الانصاف میں ابن عقیل کے حوالہ سے اس کے بالمقابل اس قول پر جزم واعتماد کا اظہار کیا گیا ہے کہ پھل کا استعمال درست ہے اس لئے کہ استحالہ کی بنا پر نجاست کے اثرات معدوم ہو جاتے ہیں۔ حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک مذکورہ صورت میں پھل ناپاک نہیں ہوتے اور ان کا استعمال درست ہے۔[45] مدونہ میں ہے ابن القاسم کہتے ہیں کہ انہوں نے امام مالک سے ناپاک کھاد کے بارے میں کچھ نہیں سنا ہے البتہ امام مالک سے پاخانہ کی نجاست کی وجہ سے اس کی بیع کے مکروہ ہونے کا قول سنا ہے۔ ابن القاسم نے کہا کہ نجاست کی وجہ سے ناپاک کھاد کی بیع بھی امام مالک کے نزدیک مکروہ ہونی چاہیے۔ لیکن مجھے اس کو بیچنے میں کوئی غلط چیز نظر نہیں آتی ہے۔ ابن القاسم ناپاک کھاد اور پاخانہ کی بیع کے مابین امام مالک کی طرح فرق نہیں کرتے تھے۔ یعنی ابن القاسم کے نزدیک ان کو بیچنا جائز ہے، اور امام مالک کی رائے کے مطابق اس سے منع کیا جائے گا۔[46] اختلاف سے بچتے ہوئے نجس پانی کی بیع کرنے کی بجائے اگر اجارہ کر لیا جائے تو جواز کی صورت ہو سکتی ہے۔ اس لیے کہ یہ اجارہ وقت اور خدمات کا ہو گا اور وہ بالاتفاق جائز ہے۔

نجس اور آلودہ پانی کے استعمال کے بارے میں عصر حاضر کے علماء کا موقف

آلودہ پانی کے استحالہ کے بارے میں عصر حاضر کے علماء کے درمیان بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے تاہم اکثریت کی رائے یہی ہے کہ استحالہ کے نتیجے میں پانی پاک ہو جاتا ہے۔ علماء کے درمیان اختلاف کا بنیادی سبب یہ ہے کہ کیا کیمیائی طور پر صاف کئے گئے پانی پر استحالہ کا اطلاق ہو گا یا نہیں ہو گا؟ ورنہ اس امر کے بارے میں تمام علماء متفق ہیں کہ اگر کسی شے کا استحالہ ہو جائے گا تو وہ شے پاک ہو جائے گی۔ دراصل اختلاف کا بنیادی سبب یہی نقطہ ہے کیونکہ کچھ علماء اسے استحالہ قرار دیتے ہیں اور کچھ اسے تجزیہ یا تخرجہ سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے مفتی کفایت اللہ لکھتے ہیں کہ انقلاب عین کی وجہ سے تبدیلی احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور و احتیاط سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ آ جاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔[47] علامہ وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں کہ اگر پانی کی نجاست اس کے متغیر ہونے کے سبب سے ہے اور وہ دو قلہ (بڑا مٹکا) پانی سے زیادہ ہے تو تغیر کے خود بخود ختم ہو جانے یا اس پانی میں مزید پانی ملا دینے سے یا اس کا کچھ پانی نکال کر تغیر ختم کر دینے سے وہ پاک ہو جائے گا کیونکہ نجاست تغیر کی وجہ سے ہوئی تھی اور تغیر ختم ہو جانے سے نجاست ختم ہو گئی۔ اور اگر اس کی نجاست قلہ کی وجہ سے ہو یعنی کہ وہ دو قلہ سے کم ہو تو وہ مزید اتنا پانی ملا دینے سے کہ دو قلہ بن جائے پاک ہو جائے گا خواہ اس میں اضافہ پاک پانی کے ذریعے کیا جائے یا ناپاک پانی کے ذریعے کم پانی سے ہو یا زیادہ پانی سے اسی طرح پانی بڑھا دینے سے بھی وہ پاک ہو جائے گا خواہ وہ دو قلہ کی مقدار کو پہنچے یا نہیں۔ جیسے ناپاک زمین پر اتنا پانی بہا دیا جائے کہ نجاست اس میں چھپ جائے

وہ زمین پاک ہو جاتی ہے کیونکہ پانی نجاست پر سے گزر چکا ہوتا ہے۔ (اسی طرح یہاں جب ناپاک پانی میں پاک پانی ملایا جائے گا تو وہ بھی اسی طرح شمار ہوگا کہ گویا نجس پانی پر پاک پانی گزار دیا گیا ہے) تاہم یہ بات پیش نظر رہے کہ وہ پانی جو پانی بڑھانے کے ذریعے پاک ہوا ہو اور دو قلہ کے برابر نہ پہنچا ہو وہ صرف پاک ہوگا مطہر نہیں ہوگا۔ کیوں کہ نجاست کو دور کرنے میں استعمال کیا ہوا پانی طہارت کے حصول کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا اور اگر پانی دو قلہ سے زائد ہو اور اس میں پڑی ہوئی نجاست ٹھوس ہو تو فتوی یہ ہے کہ سے طہارت جائز ہے کیونکہ اس میں موجود نجاست کا کوئی حکم نہیں ہوگا وہ کالعدم شمار ہوگی اور پانی اگر صرف دو قلہ ہو اور اس میں نجاست پوری شکل میں موجود ہو تو اس بارے میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ اس سے طہارت کا حصول جائز ہے اور اگر نجاست پگھلنے والی ہو تو بھی صحیح قول کے مطابق اس سے طہارت جائز ہے۔[48] مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مسئلہ زیر بحث کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ایک چیز ہے کسی شے کی ماہیت اور حقیقت کو تبدیل کر دینا اور دوسری اس کا تجزیہ کر گزرنا (Decompose) اگر کسی چیز کی حقیقت ہی یکسر بدل جائے تو اس کے احکام بھی بدل جائیں گے اور اگر محض اس کے بعض اجزا کسی طرح الگ کر لیے جائیں تو اس کی وجہ سے اس کے احکام نہیں بدلیں گے مثلاً پاخانہ جلا کر راکھ بنا دیا جائے تب وہ راکھ ناپاک شمار نہ ہوگی شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنا دیا جائے تو اس کی حرمت اور ناپاکی ختم ہو جائے گی لیکن اگر کسی طرح سائنٹیفک طریقے پر اس کے بعض اجزاء نکال لیے جائیں جس سے بو ختم ہو جائے گی تو اس کے باوجود وہ ناپاک رہے گا پیشاب فلٹر (Filter) کرنے کی وجہ سے غالباً اپنی حقیقت نہیں کھوتا بلکہ محض اس کے بدبودار اجزاء نکال لیے جاتے ہیں اس لیے وہ ناپاک ہی رہے گا اس کا پینا یا وضو غسل وغیرہ کے لیے اس کا استعمال جائز نہ ہوگا اور جسم کے جس حصہ کو لگ جائے گا اسے ناپاک سمجھا جائے گا۔[49] اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے زیر اہتمام منعقدہ کانفرنس میں شامل اکثر مقالہ نگاروں نے نے لکھا ہے کہ کیمیاوی عمل کے ذریعہ آلودہ پانی کی آلودگی کو اگر مکمل طور سے زائل کر دیا جائے تو وہ پانی پاک ہو جائے گا جبکہ پانی کے تین اوصاف رنگ مزا اور بو تینوں ختم ہو جائیں۔ تاہم کچھ مقالہ نگار کی رائے اکثر سے مختلف تھی ان میں سے مولانا راشد حسین ندوی کہتے ہیں کہ عین نجاست کے اندر طہارت کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی ہے مثلاً شراب پیشاب یا خون وغیرہ کے پاک کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ انقلاب ماہیت ہو جائے اور شراب سے سرکہ اور خون مشک بن جائے۔ یہی رائے مولانا محمد حذیفہ داحودی اور مفتی عبد اللہ کاوی والا اور مولانا رحمت اللہ ندوی کی بھی تھی۔ مولانا رحمت اللہ ندوی مزید کہتے ہیں البتہ کسی علاقے اور جگہ میں گندے نالوں کا متبادل نہ ہو اور مسلمان اضطرار کی حالت کو پہنچ جائیں تو پھر جواز کی صورت میں کوئی کلام نہ ہوگا۔ مولانا محمد حذیفہ داحودی کا کہنا ہے اور تقریبا یہی رائے مولانا محمد مصطفی قاسمی کی بھی ہے کہ فلٹر کرنے کی صورت میں تجزیہ و تخرجہ ہوتا ہے نہ کہ قلب ماہیت اور پیشاب وغیرہ جو کہ بجمیع اجزاء نجس العین نہیں لہذا وہ فلٹر کرنے سے پاک ہیں لہذا وہ فلٹر کرنے سے پاک نہیں ہوں گے البتہ غیر نجس العین اشیاء تجزیہ و ازالہ وجہ سے پاک ہو جائیں گی بشرطیکہ ناپاک ہونے کی بنیاد مکمل طور سے ختم ہو جائے۔ مولانا سید عبد الرحیم حسنین نے پانی کی نجاست کی یہ تین علتیں بتائی ہیں: اول: مزہ رنگ اور بو والی نجس فضلات۔ دوم: متعدی امراض کے فضلات اور دواؤں و جراثیم کی کثافت۔ سوم: گندگی اور خبائث جو نالے کے پانی میں اپنی اصل کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور اس میں پیدا ہو جانے والے کیڑوں اور حشرات کی وجہ سے ہوتی ہے جو طبعاً اور شرعاً گندے ہوتے ہیں ایسے پانی کی صفائی کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان علل اور اسباب کا ازالہ کس حد تک ہو جاتا ہے؟ اس لیے کہ اس پانی کا نجاست سے اس طرح تبدیل ہو جانا کہ اس کا رنگ مزہ اور بو بدل جائے اس کا

مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں تمام علتیں اور نقصان دہ جراثیم بھی ختم ہو جاتے ہیں۔[50] مولانا ابرار حسین ندوی لکھتے ہیں کہ میں نے شعبہ کیمیا کے بعض ماہرین سے اس سلسلہ میں تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے پانی صفائی کے مراکز کے بارے میں بتایا کہ وہاں بھی پانی کو مخصوص درجہ حرارت میں جوش دیا جاتا ہے اور اس کو مختلف مراحل سے گزر کر آخر میں فلٹر کیا جاتا ہے۔ اس طرح نہ اس کی آلائش اور بو اور ذائقہ تبدیل ہو جاتا ہے اگر اس طرح نہ ہو سکے تو پانی کی صفائی کو مکمل نہیں سمجھا جاتا ہے پانی کی صفائی کا مذکورہ طریقہ آج کی پیداوار نہیں ہے ہاں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے کام آسان اور اچھے انداز میں ہونے لگا ہے پانی کی صفائی کا یہ نظریہ آج سے بہت پہلے چوتھی صدی ہجری کے مسلمان سائنسدان محمد بن احمد میں نے پیش کیا تھا اور آلودہ پانی کی صفائی کا اپنے وقت کے لحاظ سے بہترین حل اپنی کتاب میں پیش کیا تھا موجودہ سائنس نے اس کو عملی ثابت کر دیا ہے اور اس کی تائید و تصویب کی ہے۔[51] مولانا روح الامین نے ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کی دو شکلیں بیان کی ہیں کہ حنفیہ کے یہاں ناپاک پانی کے پاک ہونے کی ایک ہی شکل ملتی ہے وہ یہ کہ پانی جاری ہو جائے یعنی ایک جانب سے پانی داخل ہو اور دوسری جانب سے خارج ہو تو وہ پانی پاک ہو جائے گا کیونکہ جاری ہونے کی صورت میں شک پیدا ہو گیا کہ نجاست بھی اسی کے ساتھ نکل چکی ہو لہذا اب نجاست کا بقا مشکوک ہو گیا اور شک کی بنا پر پانی کے ناپاک ہونے کا یقین نہ رہا اس لیے اسے پاک سمجھا جائے گا۔[52] فتاوی دار العلوم دیوبند میں ہے کہ جاری پانی میں اگر اختلاط نجاست ہو تو وہ پاک ہی رہتا ہے۔ پس جن مواقع میں وہ پانی گذرے گا وہ مواقع پاک رہیں گی۔[53] مفتی نظام الدین پیشاب کو پکا کر نمک بنا دینے کے حوالے سے جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کہ پیشاب شوریت وغیر شوریت بجمیع اجزاء نجس بعینہ اور غیر مباح الشرب والاکل ہوتا ہے اس لئے شوریت نکال دینے کے بعد بھی بقیہ اجزاء ناپاک و نجس ہی باقی رہیں گے اور ان کا استعمال ناجائز ہی رہے گا۔[54] اور پیشاب کو فلٹر کرنے کے بارے میں جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پیشاب بجمیع اجزاء نجس العین اور نجس بنجاست غلیظہ ہے اس لیے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجس بنجاست غلیظہ ہی رہیں گے اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی اس کو قلب ماہیت نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ تجزیہ و تخرجہ ہوا نہ کہ قلب ماہیت، قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے نہ اس کا نام باقی رہے نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں۔ نام بھی دوسرا صورت بھی دوسری، آثار و خواص بھی دوسرے، اثرات و علامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں، جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے۔[55] خالد سیف اللہ رحمانی اسی سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ یہ عمل استحالہ ہے یا تجزیہ اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ اسے اس کو ناپاک اور حرام سمجھا جائے اور اس کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔[56] قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ ناپاک پانی کی مشین کے ذریعے صفائی موجب طہارت نہیں بن سکتی لہذا ناپاک پانی جس طرح صاف کرنے سے پہلے ناپاک تھا اسی طرح بعد میں بھی ناپاک ہی رہے گا اگر وہ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو حسب قاعدہ اسے دھونا ضروری ہے البتہ اگر نجس پانی کو پاک ماء جاری میں ملا کر بہا دیا جائے اور نجاست کا کوئی اثر (رنگ، بو اور ذائقہ) پانی میں ظاہر نہ ہو تو یہ سب پانی پاک ہو جاتا ہے۔[57] اگر کیمیاوی عمل کے نتیجہ میں اس کی ماہیت بدل جاتی ہے بایں طور کہ مکمل طور پر انقلاب حقیقت ہو جاتا ہے تو اس کا استعمال درست ہے ورنہ نہیں۔[58]

مفتی محمد جعفر ملی لکھتے ہیں کہ پیشاب نجس ہے اگر اسے فلٹر (Filter) کیا جائے تب بھی نجس ہی رہے گا کیونکہ فلٹر کرنے سے محض اس کی بدبو زائل ہوگی حقیقت تبدیل نہ ہوگی لہذا اس سے انتفاع جائز نہیں۔[59] مفتی تقی عثمانی خنزیر سے حاصل کردہ مادوں کی مدد سے خمیرے یا جیلیٹین بنانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعے بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے (اور جس چیز میں وہ عنصر شامل ہوگا وہ بھی حرام ہو گی۔)[60] جیلی کھانے کے بارے میں مفتی احسان اللہ شائق لکھتے ہیں کہ جیلی کی صنعت میں تبدیل ماہیت کا احتمال بھی ہے اس صورت میں حرام جانور کی کھال سے بنی ہوئی جیلی بھی حلال ہے۔[61] رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز اتوار ۱۳ رجب تا بروز اتوار ۲۰ رجب ۱۴۰۹ھ بمطابق 19 فروری تا 26 فروری 1989ء میں یہ فیصلہ دیا کہ پانی کو اگر مذکورہ بالا یا اسی جیسے عمل کے ذریعے صاف کر دیا جائے اور اس کے مزہ، رنگ اور بو میں نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو پانی پاک ہو جائے گا اور اس پانی سے پاکی کا حصول اور نجاست کا ازالہ اس فقہی قاعدہ کی بنیاد پر ہو جائے گا کہ اگر زیادہ پانی میں گری ہوئی نجاست کا ازالہ اس طرح ہو جائے اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو پانی پاک ہو جاتا ہے۔[62] ایسے ہی گھروں سے خارج ہونے والا گندا پانی اگر عمل تطہیر کے نتیجہ میں اتنا صاف ہو جائے کہ اس کے ذائقے، رنگ اور بو میں نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو اس پر پاک ہونے کا حکم لگا دیا جائے گا اور ایسے پانی کو وضو اور غسل کے لیے استعمال میں لانا جائز ہو گا۔[63] کونسل آف انڈیا نے جولائی 2009ء کو اپنے فیصلہ میں اتفاق رائے سے قرار دیا ہے کہ جو پانی گھروں میں سپلائی ہوتا ہے یا بسلیری غیرہ کی بوتلوں میں دستیاب ہے طاہر و مطہر ہے اس کے پینے اور دیگر حاجات و ضروریات میں استعمال کرنے میں کوئی کراہت نہیں تاوقت یہ کہ وہ الگ سے کسی نجاست سے آلودہ نہ ہو۔ اسی طرح ری سائیکلنگ کے ٹینک کے پانی کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ اس پر نجاست کا حکم عائد نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس کا کوئی وصف نجاست کی وجہ سے متغیر ہے اور ری سائیکل کیے ہوئے کاغذ اور پلاسٹک، فائبر اور دیگر اشیاء سے بنے ہوئے ظروف وغیرہ فیصلہ دیا کہ یہ اپنی اصل کے مطابق پاک ہیں اور ان کا استعمال بلا کراہت جائز ہے۔[64] مفتی تقی عثمانی الکحل کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر کیمیاوی عمل کے نتیجے میں الکحل کی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے اور اس کیمیاوی عمل کے بعد وہ "الکحل" نہیں رہتا بلکہ دوسری شئی میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں تمام آئمہ کے نزدیک بالاتفاق اس کا استعمال جائز ہے اس لیے کہ شراب جب سرکہ میں تبدیل ہو جائے اس وقت تمام ائمہ کے نزدیک حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہے۔ واللہ اعلم[65] حافظ محمد عبد اللہ غازی پوری لکھتے ہیں کہ جلالہ وہ ہے جو بہت بڑا نجاست خوار ہو اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ جلالہ ہونے کے لیے اسی قدر کہ بہت بڑا نجاست خوار ہو، کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے گوشت یا دودھ یا پسینے میں بھی اس نجاست کا اثر (رنگ یا بو یا مزہ) ظاہر ہو جائے، ورنہ جلالہ نہیں ہے۔ تعمقِ نظر کے بعد یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ گوشت یا دودھ یا پسینے میں نجاست کے اثر کا ظاہر ہونا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ وہ نجاست ہنوز پورے طور سے مستحیل نہیں ہوئی ہے، ورنہ اگر نجاست پورے طور سے مستحیل ہو گئی ہوتی تو اس کا اثر گوشت وغیرہ میں ظاہر نہ ہوتا اور شریعت غرا میں اس کے گوشت اور دودھ کھانے اور اس پر سواری کرنے سے ممانعت ہو جاتی، کیونکہ شَے کے مستحیل ہو جانے کے بعد اس کا سابق حکم باقی نہیں رہتا۔ دیکھو گدھا جب نمکسار میں پڑ کر نمک بن جاتا ہے تو اس کا سابق

حکم حرمت باقی نہیں رہتا، بلکہ حلال ہو جاتا ہے، اسی طرح منی جب نطفہ بن جاتی ہے یا نطفہ جب علقہ ہو جاتا ہے یا علقہ جب مضغہ بن جاتا ہے یا مضغہ جب عظام کی شکل میں آ جاتا ہے یا عظام کے بعد جب گوشت چڑھ کر اور جان پڑ کر آدمی بن جاتا ہے تو ہر ایک حالت لاحقہ پر حالتِ سابقہ کا حکم باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح جب مَیلا [فضلہ] کھیتوں میں پڑ کر مٹی ہو جاتا ہے یا مٹی ہو کر نباتی شکل اختیار کرتا ہے تو اس کا سابق حکم نجاست اور حرمت باقی نہیں رہتا، بلکہ پاک اور حلال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آدمی کی غذا جب براز بن جاتی ہے تو اس کا سابق حکم پاکی اور حلت باقی نہیں رہتا، بلکہ براز بن جانے کے بعد ناپاک اور حرام ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پاک پانی میں جب نجاست پڑ جاتی ہے، جس سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جاتا ہے تو ناپاک ہو جاتا ہے اور دریا یا آبِ کثیر کہ ان میں کس قدر نجاست پڑتی ہے، لیکن چونکہ وہ نجاست مستحیل ہو جاتی ہے، اس لیے دریا یا آبِ کثیر ناپاک نہیں ہوتے۔ علی ہذا القیاس لاکھوں کیا کروڑوں، بلکہ بے حد اس کی مثالیں پیش ہو سکتی ہیں۔ الحاصل شریعتِ بیضا نے استحالہ کا وجوداً اور عدماً دونوں طرح سے اعتبار کیا ہے کہ اگر استحالہ پایا گیا تو حکم سابق جاتا رہا اور استحالہ نہیں پایا گیا تو حکم سابق باقی رہا۔ اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ جو بعض علما نے جلالہ ہونے کے لیے گوشت وغیرہ میں نجاست کا اثر ظاہر ہونا بھی شرط فرمایا ہے، یہی قول صحیح اور اصولِ شریعت کے موافق ہے، پس اس صحیح قول کے موافق جلالہ وہ نجاست خوار جانور ہے، جس کے گوشت یا دودھ یا پسینے میں اس نجاست کا اثر رنگ یا بو یا مزہ ظاہر ہو، جو اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ وہ نجاست ہنوز پورے طور سے مستحیل نہیں ہوئی ہے اور جو حدیث شریف میں اس کے گوشت اور دودھ کھانے اور اس پر سواری کرنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے، اس کی یہی وجہ ہے کہ اُس کا گوشت اور دودھ اور پسینہ ہنوز بوجہ نجاست کے مستحیل نہ ہو جانے کے نجس اور ناپاک ہے، پس اس کا گوشت اور دودھ کھانا درحقیقت نجاست کھانا ہے اور اس پر سواری کرنا اپنے بدن اور کپڑے کو اس کے نجس پسینے سے آلودہ کرنا ہے۔[66]

نجس پانی کا پینا

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نجس پانی کا پینے کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے۔ تاہم حالت اضطرار اس سے مستثنی ہے۔ اس لیے مجبوری کی حالت میں نجس پانی یا شراب کی اتنی مقدار استعمال کی جا سکتی ہے کہ جس سے جان بچ جائے۔ یہ عمل انسانوں کے لئے متفق علیہ ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا جانور بھی نجس پانی نہیں پی سکتے یا نجس پانی کا پینا ان کے لیے بھی ناجائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے تھوڑا پانی نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جائے اور اس کے اوصاف یعنی رنگ، بو اور مزہ بدل جائے تو اس کو کسی طرح کام میں نہ لائے اور یہ پانی مثل پیشاب کے ہو گا اگر ایسا نہ ہو (یعنی رنگ، بو اور مزہ نہ بدلے) تو اس سے جانوروں کو پانی پلانا اور مٹی بھگونا جائز ہے مگر وہ مٹی مسجد میں نہ لگائی جائے۔[67] اسی سے ملتے جلتے ایک مسئلے کے بارے میں مفتی احسن لدھیانوی سے سوال کیا گیا کہ اگر دودھ دوہتے وقت جانور کے تھن سے خون نکل آئے اور وہ دودھ میں شامل ہو جائے تو کیا ایسا دودھ جانوروں کو پلایا جا سکتا ہے؟ اس کے جواب میں مفتی احسن لدھیانوی لکھتے ہیں کہ (ایسا دودھ) ناپاک ہے۔ حلال جانوروں کو بھی پلانا جائز ہے اور اگر نجاست اتنی غالب ہو کہ دودھ کا رنگ، بو یا مزہ بدل گیا ہو تو وہ حرام جانوروں کو بھی پلانا جائز نہیں۔[68] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجس اور آلودہ پانی جانوروں کو نہیں پلانا چاہیے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر جانور ایسا پانی پیئیں گے تو یہ پانی ان کے جسم کا جزو بدن بن جائے گا اور اس کے اثرات ان کے گوشت اور دودھ وغیرہ میں بھی چلے جائیں گے نتیجتاً یہ دودھ اور گوشت اگر انسان استعمال کریں گے وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اوپر گزر چکا ہے کہ ایسے پانی میں بہت سی مضر دھاتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس لیے نجس پانی جانوروں کو نہیں پلانا چاہیے بلکہ صاف ستھرا پانی ہی

استعمال کروایا جائے۔ لیکن یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر جانور نجس پانی پیتے ہیں تو کیا ان نجس جانوروں کا گوشت، دودھ، مکھن یا گھی وغیرہ حلال اور پاک ہو گا یا نجس اور حرام تصور کیا جائے گا۔ ایسے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مفتی احسن لدھیانوی لکھتے ہیں کہ یہ گھی اور پنیر پاک ہے۔[69] یعنی ایسے جانور جو نجس پانی پیتے ہوں شرعی اعتبار سے ان کا دودھ پینے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ طبی لحاظ سے اس کے کچھ نقصانات ہوں تو وہ علیحدہ بات ہے۔ اسی طرح اس نجس پانی کا استعمال اگر کھانے پینے کی اشیاء میں کیا جائے اور استحالہ کے ذریعے ان کی حالت بدل جائے تو ان کا استعمال بھی درست ہو گا۔ مفتی احسن لدھیانوی سے سوال کیا گیا کہ کیا گندے پانی سے بنائے گئے نمک کا استعمال جائز ہے؟ تو جواب میں لکھتے ہیں کہ گندے پانی سے بنایا ہوا نمک حلال ہے۔[70] اضطرار کی حالت میں کیمیاوی طور پر صاف کیے گئے پانی کا استعمال بالکل جائز ہے اس کی دلیل اصحاب عرینہ کا واقعہ بھی ہے جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں اونٹ کے پیشاب کو پینے کی اجازت دی تھی۔[71] جب کہ عمومی طور پر بھی شریعت مطہرہ میں یسر کے پہلو کو ترجیح دی گئی ہے اور پاکی کی تحقیق کو فرض قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اس کی دلیل حضرت عمر بن خطاب کا یہ واقعہ بھی ہے۔ یحییٰ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نکلے چند سواروں میں ان میں عمرو بن عاص بھی تھے راہ میں ایک حوض ملا تو عمرو بن عاص نے حوض والے سے پوچھا کہ تیرے حوض پر درندے جانور پانی پینے کو آتے ہیں تو کہا عمر بن خطاب نے اے حوض والے مت بتا ہم کو کس لیے کہ درندے کبھی ہم سے آگے آتے ہیں اور کبھی ہم درندوں سے آگے آتے ہیں۔[72] لہذا جب تک نجاست کا غلبہ ظن ملحق بہ یقین نہ ہو جائے اسے پاک ہی قرار دیا جائے گا جیسا کہ سیدنا عمر کے اس واقعہ سے ظاہر ہے اور یہی استدلال امام محمد[73] اور امام سرخسی[74] رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی فرمایا ہے اور پانی میں طہارت کو اصل قرار دیا ہے۔

پاکستان میں پانی کو دوبارہ قابل استعمال بنانے کے منصوبے

پاکستان میں اس مسئلے پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی ہے حتیٰ کہ پاکستان کی واٹر پالیسی میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔[75] اور نہ ہی پاکستان ویژن 2025ء (Pakistan Vision 2025) کے اقدامات میں اس بارے کوئی ذکر ہے۔[76] تاہم پاکستان میں بہت سے پروجیکٹ اس منصوبے پر کام کرنے کے لیے قائم کیے گئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر یونٹس فنڈز کی کمی، مشینری کی عدم دستیابی یا سٹاف کی غیر موجودگی کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ پاکستانی حکومتوں اور اداروں کی غیر سنجیدگی کا ایک واضح ثبوت یہ بھی ہے کہ آلودہ پانی کی پیدائش اور کھپت کے کوئی سرکاری اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں اور نہ ہی اس ڈیٹا کو سالانہ یا ماہانہ یا روزانہ بنیادوں پر منظم کرنے کا کوئی انتظام ہے، جس کی بدولت یہ اندازہ کیا جا سکے کہ پاکستان میں سالانہ بنیادوں پر کتنا آلودہ پانی پیدا ہوتا ہے اور اس میں سے کتنا دوبارہ قابل استعمال بنایا جا رہا ہے۔ تاہم کچھ اعداد و شمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں سالانہ بنیادوں پر 4.43 بلین کیوبک میٹر آلودہ پانی پیدا ہوتا ہے جس میں سے 3.06 بلین کیوبک میٹر میونسپل سیکٹر سے اور 1.37 بلین کیوبک میٹر صنعتی اداروں سے پیدا ہوتا ہے جب کہ پاکستان کے پندرہ بڑے شہروں سے پیدا ہونے والے آلودہ پانی کی مقدار 2.47 بلین کیوبک میٹر ہے۔[77] پاکستان کے دس بڑے شہر کل آلودہ پانی کا 60 فیصد سے زائد آلودہ پانی پیدا کرتے ہیں، اور اس میں سے آٹھ فیصد سے بھی کم کو دوبارہ قابل استعمال بنایا جاتا ہے۔ باقی آلودہ پانی دریائے راوی اور کابل، آبپاشی نہروں، سبزیوں کے کھیتوں اور نالوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ پاکستان کے بڑے شہروں جیسے راولپنڈی، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، ملتان، سیالکوٹ میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ کی کمی ہے۔ لاہور جیسے بڑے شہروں میں سیوریج کے پانی میں سے صرف 0.01 فیصد پانی دوبارہ قابل

استعمال بنایا جارہا ہے، فیصل آباد میں 25.6 فیصد، کراچی میں یہ 15.9 فیصد، حیدرآباد میں 34 فیصد، پشاور میں یہ 36.2 فی صد ہے۔[78] یہ تمام اعداد و شمار اندازوں اور مبالغے پر مشتمل ہے اور اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں موجود بہت کم ٹریٹمنٹ پلانٹس کام کر رہے ہیں جبکہ اکثر بند پڑے ہیں در حقیقت پاکستان میں جتنے آلودہ پانی کو دوبارہ قابل استعمال بنایا جارہا ہے اس پانی کی مقدار ایک فیصد کے قریب ہے۔[79] سندھ کے 21 اضلاع، جن میں کراچی شامل نہیں ہے، روزانہ کی بنیاد پر 100.45 ملین گیلن آلودہ پانی پیدا کرتے ہیں۔ یہ پانی میونسپل، صنعتوں اور اسپتال کے ذرائع سے آتا ہے۔ اور اسے 755 مختلف پوائنٹس سے صاف پانی کے ذرائع میں چھوڑا جارہا ہے جو صاف پانی کو بھی آلودہ کر رہے ہیں۔ اس کی تفصیل اس ٹیبل میں واضح کی جارہی ہے:

Table: Wastewater in Districts of Sindh from Different points in Million Gallons per Day (MGD)

Sr#	City	Points	Waste in MGD
.1	Jacob Abad		
.2	Kashmor	10	5.82
.3	Kamber-Shahdadkot	87	5.15
.4	Larkana	135	3.00
.5	Shikarpur	35	0.53
.6	Ghotki	08	3.05
.7	Khairpur	76	5.84
.8	Sukkur	100	29.5
.9	Badin	19	6.62
10	Dadu	30	0.19
11	Hyderabad	70	10.00
12	Jamshoro	09	3.70
13	Matiari	08	1.09
14	Sujawal	02	0.06
15	Tando Allahyar	18	4.80
16	Tando Muhammad Khan	09	3.91
17	Thatta	06	0.22
18	Mirpurkhas	20	0.22

19	Sanghar	10	7.02
20	Naushero Feroz	43	6.44
21	Shaheed Benazirabad	50	2.90
22	**Total**	**755**	**100.45**

https://tribune.com.pk/story/1597044/1-water-sanitation-28-treatment-plants-nine-districts-approved

اس آلودگی کو روکنے کے لیے سکھر، کوٹری، حیدر آباد، نواب شاہ، ٹھٹھہ، سجاول، جامشورو اور دیگر مقامات پر صنعتی آلودگی کے علاج کے لئے 28 ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائے جائیں گے۔[80] ان پلانٹس پر لگ بھگ 9 ارب 11 کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ جب کہ گھوٹکی اور حیدر آباد میں ٹریٹمنٹ پلانٹس کی منظوری پہلے ہی دی جا چکی ہے۔ علاوہ ازیں کچھ سرکاری، نیم سرکاری اور نجی اداروں نے اپنی مدد آپ کے تحت پانی کو صاف کرنے کے متعدد پراجیکٹس قائم کیے ہیں۔ ایسا ہی ایک پروجیکٹ پاکستان نیوی نے منوڑہ کے مقام پر قائم کیا ہے جس کی مدد سے پاک بحریہ اب 30،000 گیلن سیوریج واٹر کو دوبارہ قابل استعمال بنا سکتی ہے۔ لیفٹیننٹ کموڈور نور الامین کے مطابق یہ پانی پاک بحریہ کے 3 ایکڑ کھیلوں کے میدانوں اور سڑکوں کے کنارے موجود درختوں کو پانی دینے میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ ایسے ہی چار دیگر پروجیکٹس پر بھی کام جاری ہے۔[81] لاہور میں بارش کے 15 لاکھ گیلن پانی کو ذخیرہ کرنے کا منصوبہ زیر تکمیل ہے اسی طرح داتا دربار کے وضو کا پانی بھی یہاں لایا جا رہا ہے جو ایک لاکھ گیلن روزانہ کی بنیاد پر ہے اسے منٹو پارک، سرکلر گارڈن یا سڑکوں کو دھونے وغیرہ کے لیے استعمال کیا جائے گا۔[82] اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) اور اسلام آباد میٹروپولیٹن کارپوریشن کی مدد سے ایک ایسا کار سروس سٹیشن قائم کیا گیا ہے جہاں پر آلودہ پانی کو صاف کرنے کے بعد کاروں کو دھونے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔[83]

خلاصہ بحث

شریعت اسلامیہ کے مطابق نجس پانی کو بھی مختلف ضروریات میں استعمال کیا جا سکتا ہے حتی کہ آلودہ اور مستعمل پانی کے ضیاع کو بھی اسلام نے ناپسند کیا ہے اور نجس پانی کے بھی بہت سے استعمالات بتائے ہیں جہاں ایسے پانی کو بلا خوف و خطر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً فصلوں کو پانی دیا جا سکتا ہے، گارا وغیرہ بنانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن مسجد کا گارا نہیں بنایا جا سکتا۔ پانی کا اگر کوئی ایک وصف جاتا رہے اور وہ نجس ہو جائے تو اسے جانوروں کو پلایا جا سکتا ہے لیکن اگر تینوں وصف جاتے رہیں تو جانوروں کو بھی نہیں پلایا جا سکتا۔ شریعت اسلامیہ میں عبادات و خورد و نوش کے لیے نجس پانی کے استعمال کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ اس لیے تقرب کے حصول کے لیے نجس پانی کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ یونہی عمومی حالات میں پانی کے افراط کی صورت میں آلودہ یا مستعمل پانی کے استعمال کو ناپسند کیا گیا ہے تاہم بہت سے دیگر مصارف میں آلودہ یا مستعمل پانی کو انسانی و حیوانی ضروریات کے لیے بلا خوف و خطر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے استعمال میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ تاہم اسے شرعی پاکی یا طہارت وغیرہ کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے انسانوں کے پلانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے دور حاضر میں ان اسلامی تعلیمات سے فائدہ اٹھانا اور ان کی ترویج و اشاعت کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نیز پاکستان میں پانی

کی ری سائیکلنگ کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی گئی ہے، اس لیے ایسے پروجیکٹس کو قائم کرنے اور پہلے سے موجود پروجیکٹس کو فعال بنا کر پاکستان آسانی سے ملک میں جاری پانی کی قلت کو دور کر سکتا ہے اور پانی کے حالیہ بحران کے حل میں مدد مل سکتی ہے۔

References

[1] Muhammad b. Abi Bakr Rāzī, *Toḥfatul Malūk* (Beirut: Dār al-Bashāir al-islamia, 1417 A.H.), 20.
[2] Ali b. Abi Bakr Murghinani, *Al-Hidāya* (Beirūt: Dār Ihya al-turath al-ʻarbī,), 1:23.
[3] Riaz Hussain Shah, *Moʻajam Iṣtelāḥāt* (Rawalpindi: IdāraTʻalīmāt Islamia Khayābān Sir Syed Sector, 2008), 216.
[4] Zain al Dīn b. Ibrāhīm Ibn Nujaym, *Baḥr al Rā'iq* (Egypt: Dar al Kitab al Islami,), 1:101.
[5].https://www.google.com/amp/s/dictionary.cambridge.org/amp/english/waste-water (accessed on 10-10-2020 at 11:00 am)
[6] Minsitry of Awqaf and Islamic Affairs Kuwait, *Almūsūaʻ al-Fiqhīa al-Kuwaitia* (Kuwait: Minsitry of Awqaf and Islamic Affairs, 1427 A.H.), 40:73.
[7] Wahbatul Zuḥalī, *Al-Fiqh-ul-Islami wa Adillatahu,* 1:215.
[8] Zakariya b. Muhammad, *Asnī al-Matālib* (Beirūt: Dār al-kitāb al-Islami,), 1:5.
[9] Muhammad b. Muhammad Al-ḥatāb, *Mawāhib al-Jalīl* (Beirūt: Dar al-Fikr, 1412 A.H.), 1:43.
[10] *Almūsūaʻ al-Fiqhīa al-Kuwaitia,* 1:215.
[11]Almūsūaʻ al-Fiqhīa al-Kuwaitia, 1:76.
[12] Abdur Rahman b. Muhammad, *Al-Fiqh ʻalā al-Mazāhib al-Arbʻa* (Beirūt: Dār al-Kutub al-ʻilmīyah. 1424 A.H.), 1:12.
[13] Ibid.
[14] Ibid, 1:215.
[15] *Almūsūaʻ al-Fiqhīa al-Kuwaitia,* 40:77.
[16] Murghinani, *Al-Hidāya,* 1:37.
[17] *Almūsūaʻ al-Fiqhīa al-Kuwaitia,* 40:77.
[18] Murghinani, *Al-Hidāya,* 1:37.
[19] Muhammad b. Ahmad Al-Sharbīnī, *Mughnī al-Moḥtaj,* (Beirūt: Dār al-Kutub al-ʻilmīyah, 1424 A.H.), 1:239.
[20] Muhammad ʻAla-ud-Din b. Ali, *Dur-e-Mukhtār* (Beirūt: Dar al-Fikr, 1412 A.H.), 1:344.
[21] Abdur Rahman b. Muhammad, *Al-Fiqh ʻalā al-Mazāhib al-Arbʻa,* 1:43.
[22] Ibid, 1:43-44.
[23] Ibid, 1:44.
[24] Abdur Rahman b. Muhammad, *Al-Fiqh ʻalā al-Mazāhib al-Arbʻa,* 1:44.
[25] Ahmad b. Hussain Bayhaqī, *Sunan al-Kubrā* (Beirūt: Dār al-Kutub al-ʻilmīyah, 1424 A.H.), Hadith No. 11754.
[26] Ibid, Hadith No. 11755.
[27] Ibid, Hadith No. 11756.
[28] Abdullah b. Muhammad ibn abi Shaiba, *Al-Muṣanif* (Jeddah: Dār al-Qiblah,), Hadith No. 22809
[29] Kokab Ubaid, *Fiqh al-ʻIbādāt* (Syria: Matbaʻ al-Inshā, 1406 A.H.), 38.
[30] Muhammad b. Ahmad ʻAlaish, *Minḥḥ al-Jalīl* (Beirūt: Dār al Fikr, 1409 A.H.), 1:49.

[31] Yaḥyā b. Sharf Nav'vī, *Rodha al-Tālibīn* (Beirūt: Al-Maktab al-Islami, 1412 A.H.), 1:17.
[32] Muḥammad Amīn Ibn 'Abidīn, *Rad al-Muḥtār* (Beirūt: Dār al Fikr, 1412 A.H.), 6:341.
[33] Abdullah b. Muhammad Ibne Qudāmah, *Al-Mughnī* (Egypt: Maktaba al-Cairo, 1968), 11:66.
[34] Aḥsan Ludhyānvī, *Aḥsan al-Fatāwa* (Karachi: H.M.Saeed Company Pakistan Chowk, 1425 A.H.), 8:119.
[35] Murghinani, *Al-Hidāya,* 4:375.
[36] *Almūsūaʻ al-Fiqhīa al-Kuwaitia,* 25:237.
[37] Muḥammad Amīn Ibn 'Abidīn, *Rad al-Muḥtār,* 6:341.
[38] *Almūsūaʻ al-Fiqhīa al-Kuwaitia,* 40:107.
[39] Ibne Qudāmah, *Al-Mughnī*, 9:414.
[40] Muhammad b. Ahmad Dasūqī*, ḤḤashia al- Dasūqī* (Beirūt: Dār al Fikr, 1409 A.H.), 1:52.
[41] Al-Ḥatāb, *Mawāhib al-Jalīl,* 1:120.
[42] Muhammad b. Ahmad Dasūqī, *ḤḤashia al- Dasūqī*, 1:61.
[43] Yaḥyā b. Sharf Nav'vī, *Raodha al-Talibīn* (Beirūt: Dār al Fikr, 1409 A.H.), 1:17.
[44] *Almūsūaʻ al-Fiqhīa al-Kuwaitia,* 40:107.
[45] Akhtar Imām Qāsmī, *Ghizāie Maṣnoʻāt mein Ḥilat wa ḤḤurmat kay Uṣūl or Chand ḤḤasās Masāil* (Bihar: Mufti ẒẒafīr al-Dīn Academy Jamia Rabbānī Samasti Pur, 1439 A.H.), 40.
[46] Muhammad b. Ali Māzrī, *Sharḥ al-Talqīn* (Beirūt: Dār al-Gharb al-Islāmī, 2008), 2:426.
[47] Kifāyatullah, *Kifāyat al-Muftī* (Karachi: Dār ul Ishā'ʻt, 2001), 2:334.
[48] Wahbatul Zuḥalī, *Al-Fiqh-ul-Islami wa Adillatahu,* 1:239.
[49] Khalid Saifullah Rahmānī, *Jadīd Fiqhī Masāil,* 1:74.
[50] *Abī Wasāʾil Aur un sy Mutaʿalliq Sharʿī Aḥkām* (Islāmic Fiqh Academy, India, IFA Publications, New Delhi,2012) 41-45.
[51] Ibid. 46.
[52] Ibid. 47.
[53] Mufti Azizurrahman, *Fatawa Dār ul Uloom Deoband* (Karachi: Dār ul Ishā'ʻt,), 1:234.
[54] Niẓām al-Dīn, *Munthibāt Niẓām al-Fatawa* (Dehli: IFA Publications, 2013), 1:114.
[55] Niẓām al-Dīn, *Munthibāt Niẓām al-Fatawa,* 1:115.
[56] Saifullah Rahmānī, *Jadīd Fiqhī Masāil,* 1:78.
[57] Muhammad Salaman, *Kitab al-Nawāzil,* (Muradabad: al-Markaz al-Ilmi Lāl Bagh, 2015), 3:64.
[58] Ahmad Khanpuri, *Mahmood al-Fatawa* (Dabhail: Jamia Islamia Taleem al-Dīn, 2009), 1:386.
[59] Muhammad Jafar Mili, *Moḥqiq wa Mudalal Masāil* (Maharashatra: Jamia Islamia Ishāʻt al- Uloom, 1434 A.H.), 1:100.
[60] Taqī Usmani, *Jadīd Fiqhī Masāil or in ka ḥal* (Dehli: Fareed Book Depot Pvt. Ltd., 2000), 46.
[61] Ihsānullah Shāiq, *Jadid Moʻamlāt k Sharieʻ Aḥkām* (Karachi: Dār ul Ishāʻt, 2007), 3:27.

62 *Rābṭa 'Alim Islami k Mātiḥat Islami Fiqh Academy k Fiqhi Faiṣlay,* (Dehli: IFA Publications,), 318.
63 ṢṢohaib ḤḤasan, *Fatwa ṢṢirāt e Mustaqīm,* 347.
64 *Faisla Jāt Sharie' Council,* (Bareli: Markaz al-Darāsāt al-Islamia C.B.Ganj, 1436 A.H.), 148.
65 Taqī Usmani, *Fiqhī Maqālāt* (Karachi: Memon Islamic Publishers, 2011), 1:258.
66 Muhammad Abdullah Ghāzī Purī, *Fatawa Ghāzī Purī,* 700.
67 Niẓām al-Dīn, *Fatāwa Hindīyah,* 1:25.
68 Aḥsan Ludhyānvī, *Aḥsan al-Fatāwa,* 2:90.
69 Ibid, 8:119.
70 Ibid, 2:82.
71 Bukhārī, *Ṣaḥīḥ Bukhārī,* Hadith No. 233.
72 Mālik b. Anas, *Al-Muwaṭā* (Beirut: Mosasa al Risālah, 1412 A.H.), Hadith No. 62.
73 Muhammad b. Ḥasan Shaibānī, *Al-Aṣal* (Karachi: Idārah al-Quran wa al-'Ulūm al Islamia,), 3:81.
74 Muhammad b. Ahmad Sarkhsī, *Al-Mabṣūṭ* (Beirut: Dār al-Ma'rifah, 1414 A.H.), 10:63.
75 *National Water Policy 2018,* Ministry of Water Resources Government of Pakistan, 2018.
76 *Pakistan Vision 2025,* 102.
77 Dr Muhammad Akram Kahlown, *Impact Assessment of sewerage and Industrial effluents on Water resources, soil, crops and human health in Faisalabad* (Islamabad: Pakistan Council of Research in Water Resources, 2006), 2.
78 https://tribune.com.pk/story/1362083/world-water-day-less-8-urban-waste-water-treated-pakistan-says-report (accessed on 11-11-2020 at 9:25 am)
79 Ghulam Murtaza & Munir H. Zia, *Wastewater Treatment and Use in Pakistan,* 3. Retrieved from https://www.ais.unwater.org/ais/pluginfile.php/232/mod_page/content/131/pakistan_murtaza_finalcountryreport2012.pdf (accessed on 11-11-2020 at 9:35 am)
80 https://tribune.com.pk/story/1597044/1-water-sanitation-28-treatment-plants-nine-districts-approved (accessed on 11-11-2020 at 9:45 am)
81.https://www.iucn.org/news/pakistan/201709/recycling-water-manora-island#:~:text=Through%20this%20system%2C%20the%20Pakistan,the%20trees%20along%20the%20roadsides.&text=With%20the%20reuse%20of%20treated,island%20has%20become%20more%20green. (accessed on 11-11-2020 at 9:30 am)
82 *Lahore mein Bārish k 15 Lakh Gallon water ko store krnay ka manṣoba kis marḥalay me ha,* retrieved from https://www.urdunews.com/node/498246 (accessed on 12-09-2020)
83https://www.pk.undp.org/content/pakistan/en/home/presscenter/articles/2019/water-recycling-in-wash-station.html (accessed on 10-10-2020 at 22:30)